© rasailojaraid.com

مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا شرعی حکم

آخری قسط

بسلسلہ علمی تحقیقی مجلس ادارہ غفران راولپنڈی

مصنوعی تولید کی جائز صورتوں میں پیش آمدہ اخلاقی امور

بعض حضرات نے مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے کسی ایسے طریقۂ کار کو بھی اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی، جس میں نامحرم کے سامنے کشفِ عورت اور بے پردگی لازم آتی ہو، یا بیوی کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے جلق کر کے منی حاصل کی جائے، جبکہ دیگر حضرات بوجہ مجبوری وعلاج ان امور کے ارتکاب کی اجازت دیتے ہیں۔

اس لئے اب امور پر ہر دو نقطہائے نظر کی روشنی میں الگ الگ بحث کی جاتی ہے۔

(۱) بے پردگی اور کشفِ عورت کا مسئلہ:

اگر اس عمل کے دوران بے پردگی اور کشفِ عورت وغیرہ کی خرابی لازم نہ آتی ہو مثلاً نامحرم کے سامنے ستر کھولے بغیر میاں بیوی خود ہی اس عمل کو انجام دیں تو اس کے جائز ہونے میں شبہ نہیں، لیکن بعض حضرات نے حاجت کی وجہ سے احتیاطی تدابیر کے ساتھ اس کی اجازت دی ہے۔

(۱) مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب فرماتے ہیں:

’’اب رہی وہ صورت کہ جس میں صرف زن وشوہر کے بیضہ یا مادہ کو اکٹھا کیا جائے (خواہ ٹیسٹ ٹیوب کے اندر شوہر و بیوی کا مادہ یا بیضہ رکھا جائے یا شوہر کا مادہ کسی طرح نکال کر اسے کسی ذریعہ سے بیوی کے رحم میں داخل کیا جائے) تو اگر زوجین کے علاوہ کسی اور کے سامنے دونوں یا ان میں کسی ایک کی بھی شرمگاہ نہ کھلے اور مادہ کے اخراج، نیز رحم میں اسے داخل کرنے کا ایسا طریقہ اختیار کیا جانا اگر ممکن ہو کہ جس میں شرعی قباحتیں نہ ہوں تو اصولاً یہ عمل حرام نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کے حرام ہونے کی کوئی مضبوط وجہ نظر نہیں آتی، زیادہ سے زیادہ خلافِ سنت اور متوارث طریقہ سے مخالف ہونے کی وجہ سے اسے مکروہ قرار دیا جاسکتا ہے، لیکن اولاد کا ہونا اگر صرف اسی طریقہ پر موقوف ہو تو واحد ذریعہ ہونے کی وجہ سے یہاں کراہت کا دفع ہو جانا بھی مستبعد نہیں۔ اسی سے یہ ثابت ہوا کہ نلکی زادہ کا حکم جاننے کے لئے پہلے یہ معلوم ہونا بھی ضروری ہے کہ اس صورت میں مادہ تولید کے اخراج کا کیا طریقہ عموماً اختیار کیا جاتا ہے؟ اور پھر عورت کے رحم میں اسے داخل کس طرح کیا جاتا ہے؟ اگر شوہر عزل کے طریقہ سے اپنا مادہ اکٹھا کر کے اور پھر وہ خود ہی کسی نلکی (یا انجکشن سے) اپنی بیوی کے رحم میں داخل کردے تو یہ شکل جائز ہوگی‘‘ (جدید مسائل کا شرعی حل ص ۲۱۲، ۳۱۲)

(۲) حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے طریقِ کار میں کسی ایسے مرض کا علاج نہیں کیا جاتا۔ جس کی وجہ سے کسی جسمانی تکلیف میں ابتلاء ہو، یہ دفع

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مضرت بدنیہ نہیں بلکہ جلبِ منفعت ہے، اس لئے یہ عمل لیڈی ڈاکٹر سے بھی کروانا جائز نہیں، مرد ڈاکٹر سے کروانا انتہائی بے دینی کے علاوہ ایسی بے غیرتی و بے شرمی بھی ہے جس کے تصور سے بھی انسانیت کوسوں دور بھاگتی ہے، اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے جو اولاد حاصل کی گئی وہ وبال ہی بنے گی'' (احسن الفتاویٰ ج ۸ ص ۵۱۲)

(۳) حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ڈاکٹر سے ایسا عمل کرانا قطعی حرام ہے ستر عورت فرض ہے، عورت کی شرم گاہ (جائے پیشاب) عورتِ غلیظہ ہے، شرم گاہ کے بالائی حصہ بلاوجہ شرعی دوسرے کے لئے دیکھنا جائز نہیں ہے تو اندرونی حصہ کو دیکھنا اور شرم گاہ کو چھونا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ میاں بیوی سخت گناہ گار ہونگے اور شوہر از روئے حدیث دیوث بنے گا اور جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا لہٰذا اس عمل سے قطعاً احتراز کیا جائے''
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱۰ ص ۱۷۱)

(۴) جواہر الفتاویٰ مصنفہ ''حضرت مولانا مفتی محمد عبدالسلام چاٹگامی صاحب مدظلہم العالی'' میں ہے:

''شوہر اور بیوی کے جرثومے کو غیر فطری طریقہ سے نکالنے اور عورت کے رحم میں داخل کرنے میں اگر تیسرے مرد یا عورت کا عمل دخل ہوتا ہے اور اجنبی مرد یا عورت کے سامنے شرمگاہ دیکھنے یا دکھانے اور مس کرنے یا کرانے کی ضرورت پڑتی ہے تو اس طرح بے حیائی اور بے پردگی کے ساتھ بچہ پیدا کرنے کی خواہش پوری کرنے کی اجازت شرعاً نہ ہوگی، کیونکہ بچہ پیدا کرنا کوئی فرض یا واجب امر نہیں ہے، نہ ہی بچہ پیدا نہ ہونے سے انسان کو جان یا کسی عضو کی ہلاکت کا خطرہ ہوتا ہے تو گویا کہ کوئی شرعی ضرورت واضطراری کیفیت نہیں پائی جاتی، جس سے بدن کے مستور حصے خصوصاً شرمگاہ کو اجنبی مرد یا عورت ڈاکٹر کے سامنے کھولنے کی اجازت ہو۔

لہٰذا ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے دوسرے طریقہ کو اگر کسی اجنبی مرد یا اجنبی عورت ڈاکٹر کے ذریعہ انجام دیا جاتا ہے تو جائز نہیں ہے یعنی گناہِ کبیرہ کا ارتکاب ہوگا، تاہم بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا، اس کو باپ سے وراثت ملے گی، صحیح اولاد کے احکام اس پر جاری ہونگے''
(جواہر الفتاویٰ ج ۱ ص ۶۲۲، ۸۲۲۲، مطبوعہ: اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی)

لیکن اس کے برعکس اس غرض کے لئے کشفِ عورت کو جائز قرار دینے والوں کا کہنا ہے کہ:

اولاد کا نہ ہونا عموماً کسی بیماری ہی کی وجہ سے ہوتا ہے یا تو عورت کے اندر کوئی نقص ہوتا ہے یا مرد میں کوئی نقص ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اولاد کے حصول پر قادر نہیں ہوتے۔

چنانچہ مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی مذکورہ جائز دو صورتیں بھی اسی سے متعلق ہیں، جن میں مرد یا عورت میں کوئی بیماری نقص ہو جس کی وجہ سے اولاد کا حصول ممکن نہ ہو، جیسا کہ پیچھے گذرا۔

اور بیماری کا علاج کرانا جائز ہے، جس کی خاطر کشفِ عورت کی بھی گنجائش ہے۔

شادی شدہ عورت اور اس کے شوہر کے لئے اولاد کے حصول کی ضرورت ایک جائز اور حلال مقصد ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقہائے کرام نے ولد کی حاجت کو حاجت اصلیہ میں شمار کیا ہے۔

بلکہ اولاد کا حصول نکاح کے اہم مقاصد میں سے ہے۔

اور فقہائے کرام کی تصریح کے مطابق لوگ عادتاً نکاح پر اقدام ہی تو الد کی غرض سے کرتے ہیں اور وطی سے مقصود بھی تقاضۂ شہوت کی تکمیل کے ساتھ حصولِ ولد ہوتا ہے۔ (عربی عبارات)

اولاد کے حصول کے بغیر بعض اوقات زوجین کو مشقت اور تنگی لاحق ہوتی ہے۔ دوسرے پر الزام تراشی اور باہم جھگڑے کی نوبت آجاتی ہے اسی وجہ سے اولاد نہ ہونے کی صورت میں عامۃ الناس پریشانی کا شکار ہوتے ہیں اور دربدر اس کے علاج ومعالجہ کے لئے جاتے ہیں۔

اولاد نہ ہونے کی وجہ سے آج کل عام طور پر میاں بیوی میں طلاق کی نوبت آجاتی ہیں طلاق سخت ناپسندیدہ چیز ہے جس سے بچنے کی تدابیر اختیار کرنے کی شریعت تعلیم دیتی ہے۔

بعض اوقات اولاد نہ ہونے کی صورت میں دوسری شادی کی نوبت آتی ہے اور اس طبائع میں مساوات اور عدل کی کمی ہے پھر اس کے نتیجہ میں اختلاف ونزاع پیدا ہوتا ہے۔

پھر بعض اوقات طلاق یا نکاح ثانی کی صورت میں دو خاندانوں میں تنازع طول ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں قتل غارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

اس کے علاوہ اولاد کے حصول کے لئے ولادت کے موقع پر اور اس سے پہلے حمل کے دوران بغرض تشخیص ستر کھولنے کی شرعاً اجازت ہے، جس سے اولاد کے ابتداء حصول کے فی الجملہ ستر کھولنے کی گنجائش ظاہر ہوتی ہے، کیونکہ بہت سی چیزوں کے بقا اور ابتدا کا ایک وقت ہوتا ہے۔

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ شریعت کے مقاصدِ خمسہ میں حفظِ دین، حفظِ نفس، حفظِ عقل اور حفظ مال، کے علاوہ حفظِ نسل اور مقاصد خمسہ کے حصول اور بقا کی تدابیر ضرورت بننے میں شامل ہیں۔ (ملاحظہ ہو، اسلامی فقہ اکیڈمی ہند کے اہم فقہی فیصلے صفحہ ۷۰)

اور مجموعی طور پر تمام امور اور ان میں سے بعض امور مستقلاً ''شرعی حاجت'' کا درجہ رکھتے ہیں اور ''تلقیح'' دراصل حفظِ نسل کے حصول کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کی ایک تدبیر اور وذریعہ ہے۔ اور ''اسبابِ رخصت'' و ''اسبابِ تخفیف'' میں فقہائے کرام نے، مرض، عُسر اور نقص کو بھی شمار کیا ہے جن کی وجہ سے حاجت کے وقت بہت سے احکام میں سہولت حاصل ہو جاتی ہے۔ (ملاحظہ ہو، اسلامی فقہ اکیڈمی ہند کے اہم فیصلے صفحہ ۵۷) المصالح الضرورية هى التى يتوقف عليها حياة الناس الدينية والدنيوية بحيث اذا فقدت اختلت الحيدة فى الدنيا وشاع الفساد وضاع النعيم الا بدى وحل العقاب فى الآخرة وهذه الضروريات خمس وهى الدين والنفس والعقل والنسل والمال وهى أقوى مراتب المصالح ...... وقد حفظ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الشرع هذه الضروريات من ناحيتين ناحية ايجادها وتحقيقها وناحية بقائها الاؤلى ايجابية تتعلق بمراعاتها من جانب الوجود والثانية سلبية تتعلق بمراعاتها من جانب العدم كما قال الشاطبى (اصول الفقه الاسلامى لدكتور وهبة الزحيلى جلد ۲ صفحه ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، الباب السادس، مقاصد الشريعة العامة)

اوراولاد نہ ہونے کی صورت میں مذکورہ تینوں اسباب مختلف نوعیتوں سے جمع ہوجاتے ہیں۔(جیسا کہ اوپر گزرا)

اوران وجوہات کے پیشِ نظراس کودفعِ مضرت کا وجہ حاصل ہوگا،لہٰذا بوقتِ ضرورت مصنوعی تولیداورٹیسٹ ٹیوب بے بی کا مجوزہ طریقہ کاراپنانادرست ہے۔

یہ ایک مستقل موضوع ہے کہ حاجت کے وقت ممنوع فعل کی اجازت ہوتی ہے یانہیں ہوتی اوراگرہوتی ہے تو کس قسم کے ممنوع فعل کی اجازت ہوتی ہے۔

اس سلسلے میں اہلِ علم حضرات کا اختلاف ہے،اوراس میں کئی آراء پائی جاتی ہیں،ان میں اگرچہ بعض اہلِ علم حضرات کا کہنا یہ ہے کہ حاجت کے وقت کسی بھی قسم کی حرام چیز حلال نہیں ہوتی یا جس چیز کی ممانعت عمومی قواعدِ شرعیہ یا قیاس پرمبنی نہ ہو بلکہ منصوص ہو،حاجت کے وقت جائزنہیں ہوتی۔

لیکن بعض اہل علم حضرات کی ایک رائے یہ بھی ہے کہ جس چیز کی حرمت قطعی نہ ہو، بلکہ ظنی یا مکروہ تحریمی ہو،وہاں ''حاجت'' کی بنیاد پر گنجائش پیدا ہوجاتی ہے۔(ملاحظہ ہو: ملکیتِ زمین اوراس کی تحدید ص ۳۱۱ تا ۵۱۱، نظرية الضرورة الشرعية لابى زهرة صفحه ۲۷۴، المدخل الى الفقه الاسلامى ج ۲ ص ۹۸۲ لشيخ زرقاء) يتضح من ذالک ومن بقيه الامثلة التى يوردها الفقهاء عن الضرورة والحاجة انهما يختلفان فى الحكم من ناحيتين:

(الف) ان الضرورة تبيح المحظور سواء كان الاضطرار حاصلا للفرد ام للجماعة بخلاف الحاجة فانها لا يوجب التدابير الاستثنائية من الاحكام العامة الا اذا كانت حاجة الجماعة وذالک لان لكل فرد حاجات متجددة ومختلفة عن غيره ولا يمكن لكل فرد تشريع خاص به بخلاف الضرورة فانها نادرة وقاسرة.

(ب)ان الحكم الاستثنائى الذى يتوقف على الضرورة هو اباحة موقتة لمحظور ممنوع بنص الشريعة تنتهى الاباحة بزوال الاضطرار تتقيد بالشخص المضطر.

اما الاحكام التى تثبت على بناء الحاجة فهى لا تصادم نصا ولكنها تخالف القواعد والقياس وهى تثبت بصورة دائمة يستفيد منها المحتاج وغيره (المدخل الى الفقه الاسلامى ۲ ص ۹۹۹،۸۹۹) ۲۔ ان المحرم لذاته لا يباح الا للضرورة وذالک لان سبب تحريمه ذاتى فهو يمس ضروريا فلا يزيل تحريمه الا ضرورى مثله فاذا كان التحريم بسبب الاعتداء على العقل كشرب الخمر فانها لا تباح الخمر الا اذا خيف الموت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عطشا لا ن الضرورات هي التي تزيل المحظورات التي حرمت لا نها مست ضروريا،اما المحرم لغيره فانه يباح للحاجة لا للضرورة وذالک لانه لا يمس ضرور يا ولذا ،أبيحت رؤية عورة المرأة عند العلاج اذا كانت الرؤية لازمةللعلاج (اصول الفقه لشيخ أبی زهرة ص ۴۰)

كما وقع الا تفاق بينهم علىٰ ان المحرمات نوعا ن : محرمات لذاتها:ومحرمات لغيرها فالا ولیٰ لايرخص فيها عادة الا من اجل المحافظة علیٰ مصلحة ضرورية ، والثانية يرخص فيها حتی من اجل المحافظة علیٰ مصلحة حاجية علیٰ انه لا مانع من ان تعامل هذه معاملة الا ولیٰ ولو فی بعض الحا لات وعلیٰ هذا الا ساس وما قبله جاء ت القاعدة الفقهية، الحا جة تنزل منزلة الضرورة وقد خرج الفقهاء اعتماداً عليها جزئيات متفرقة يمكن ان تكون اصولا يلحق بها مايماثلها من نظا ئرها .(الموسوعة الفقهية جلد ۲۲، مادة رخصة)

اورایک رائے یہ ہے کہ حاجت کے وقت حرام لغیرہ کی اجازت ہوتی ہے،حرام لعینہٖ کی اجازت نہیں ہوتی ،اسلامی فقہ اکیڈمی ہند کی تجویز یہی ہے، چنانچہ اسلامی فقہ اکیڈمی ہند نے ضرورت وحاجت کے متعلق جومتفقہ تجاویز منظور کی ہیں،ان میں پہلی تجویز کی چوتھی شق یہ ہے:

''ضرورت وحاجت کے احکام میں بھی فقہاء نے فرق کیا ہے،جس کا حاصل یہ ہے کہ ضرورت کے ذریعہ ایسے منصوص احکام سے بھی استثناء کی گنجائش ہوتی ہے جن کی ممانعت قطعی ہواور جو بذاتِ خود ممنوع ہوں۔حاجت اگر عمومی نوعیت کی نہ ہوتو اس کے ذریعہ ان ہی احکام میں استثناء کی گنجائش پیدا ہوتی ہے جن کی ممانعت بذاتِ خود مقصود نہ ہو بلکہ دوسرے محرمات کے سدِ باب کے لئے ان سے منع کیا جاتا ہے''۔(اہم فقہی فیصلے ص ۱۷) ۲ے

معلوم ہوا ہے کہ حاجت کے وقت بعض اہلِ علم حضرات کے نزدیک مکروہ تحریمی کے ارتکاب کی گنجائش ہوجاتی ہےاور بعض حضرات کے نزدیک محظورالغیرہ اور منہی لغیرہ کی اجازت ہوتی ہے۔ا

اب دیکھنا یہ ہے کہ کشفِ عورت مکروہ تحریمی ہے یا حرام قطعی؟ تو غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ کشفِ عورت کی ممانعت دلیلِ ظنی سے ثابت ہے اوراس کے لئے کتبِ فقہ میں جولفظِ حرام یا تحریم استعمال ہے اس سے مراد کراہتِ تحریمی ہے۔ (ضرورت وحاجت ص ۹۷۳)

اسی طرح کشفِ عورت بعض حضرات کی تصریح کے مطابق منہی لغیرہ ہے، کیونکہ اس کی حرمت ''سداً لباب الزنا'' ہےاوراس سے اخلاقی سد پیدا ہوتے ہیں اور''ما حرم سداً للذريعة يباح للمحتاج ''ایک فقہی اصول ہے۔(ملاحظہ ہو''ضرورت وحاجت'' ص ۵۱وص ۵۰وص ۸۱)

اس لئے حاجت کے وقت مکروہ تحریمی یا حرمت لغیرہ کے جواز کے قائلین کی آراء کے مطابق تلفیق کی غرض سے کشفِ عورت جائز ہوا۔ اس کے علاوہ فقہائے کرام نے حاجت ہی کی وجہ سے تحمل شہادت کی غرض سے زنا کے وقت سترِ غلیظ کو دیکھنے کی اجازت دی ہے، حالانکہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیکھنے سے پہلے گواہی ضروری نہیں اور گواہی دینے کے لئے پہلے سے دیکھنے کی اجازت دی جارہی ہے، جو ظاہر ہے کہ کوئی ضرورت اور اضطرار والی حالت نہیں۔ اور فقہاء کرام نے حاجت کے وقت بیماری کے علاج کے لئے کشفِ عورت کی اجازت دی ہے:

"والطبیب انما ینظر من العورة بقدر الحاجة"

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

"سترِ عورت بے شک فرض ہے مگر جمیع احوال میں نہیں بلکہ ان میں سے حالت مستثنیٰ ہے، اور یہ ضرورتِ شرعیہ نہیں بمعنی " التاثیر بترکه " بلکہ طبعی جس کا شریعتِ مقدسہ نے مکلفین کے ضعف کے سبب اعتبار کیا ہے، اور ہونا اس کا بمعنی "موقوف علیه الصحة عادةً غالبة" ہونا ظاہر طرح سے ضرورت من حیث العادت وعدم ضرورت من حیث الشرع: نہیں، اور متاخرین نے تداوی بالحرام کو بھی جائز کہہ دیا ہے، اور اس پر عمل کرنے کی گنجائش ہے" (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۱۲، احکام متعلقہ علاج ودوا وغیرہ)

جیسے مرض کا ازالہ ایک طبعی ضرورت ہے، اسی طرح تحصیلِ اولاد بھی ایک طبعی ضرورت ہے، بات تسلیم نہ کی جائے تو لازم آئے گا کہ عقم (INFERTILITY) کی تشخیص کے سامنے شرمگاہ کھولنے کی اجازت نہ ہو، کیونکہ اس میں بھی کوئی تکلیف اور ہوتی ہے۔ (مریض ومعالج کے اسلامی احکام صفحہ ۳۸۲ بتغیر یسیر)

علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے تو سترِ عورت کو "تحسینات" میں شمار کیا ہے، اور تحسینات کا درجہ ضرورت میں کیا ہے:

"واما التحسينات فمعنا ها: الا خذ بما يليق من محاسن العادات، وتجارت المد نسات التى تا نفها العقول الراجحات ويجمع ذالک قسم مكارم جا رية فيما جرت فيه الاوليان ففى العبادات كازالة النجا سة وبالجملة الطهر وستر العورة واخذا لزينة، والتقرب بنوافل الخيرات من الصدقات والقر ذلک وفى العادات كاداب الاكل والشرب ومجانبة الماكل النجسات المستخبثات، والا سراف والا قتار فى المتناولات، وفى المعاملات كا النجاسات، وفضل الماء والكلأ، "واما التحسينات فمعنا ها: الاخذ بما يليق من محاسن العادات، وتجارت المد نسات تا نفها العقول الراجحات ويجمع ذلک قسم مكارم الما جارية فيما جرت فيه الاوليان ففى العبادات كازالة النجا سة وبالجملة الطهارات وستر العو رة واخذ الزينة، والتقرب بنوافل الخيرات من الصدقات والقر ذلک وفى العادات كاداب الا كل والشرب ومجا نبة الما كل النجسات المستخبثات، ولاسراف والاقتار فى المتناولات، وفى المعاملات كا النجاسات، وفضل الماء والكلأ، وسلب العبد منصب الشهادة والا مامة، و منصب الامامة، وانكاح نفسها، وطلب العتق وتوا بعه من الكتابة والتديب وفى الجنايات كمنع قتل الحر بالعبد او قتل النساء والصبيان والر هبان فى الامثلة يدل على ما سوا... ما هو فى معناها، فهذه الامور راجعة الى محاسبه اصل المصا لح الضرورة والحاجية، اذليس فقد انها

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بمخل بامر ضروری وانما جرت مجری التحسین والتزیین . (فقد انها بمخل بامر ضروری وانما جرت مجری التحسین والتزیین (الموافقات فی اصول ۲ ۳۰۲تا ۴۰۲)اور دکتور وہبۃ الزحیلی نے بھی اُصول الفقہ السلامی میں ستر عورت کوتحسینات میں شمار کیا ہے اور ضرورت وحاجت کے وقت اس کی اجازت دی ہے:

ویترتب علیه انه لا یراعی حکم تحسینی اذا ادت رعایته الیٰ ابطال حکم حاجی او ضروری فیبا ح مثلاً کشف العورة عند الضرورة اوالحاجة لا جراء عملیة او جراحیةاوتشخیص مرض او علاج لان المحافظة علی النفس ضروری واما ادی الیٰ ذالک فهو ضروری وستر العورة من التحسینات فلا یلتفت الیه امام الضرورة اوالحاجة (اصول الفقه الاسلامی جلد ۲ صفحه ۱۰۲۷ ، الباب السادس ، مقاصد الشریعة العامة)

اگر یہ بات درست مان لی جائے تو اس سے بدرجۂ اولیٰ تلقیح کے لئے مجبوری کے وقت کشفِ عورت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔لکن فیہ تأمل۔ محمد رضوان۔

اسی طرح فقہائے کرام نے ''ختان بعد البلوغ'' کا جواز بیان فرمایا ہے،جس میں کشفِ عورت غلیظ ہوتا ہے۔(کمافی امداد المفتین ص ۷۰۹،محمودیہ ج ۲۱ص ۵۹۳،فتاویٰ حقانیہ ج ۲ص ۶۲۴ بحوالہ بدائع وبزازیہ وشامی)

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''فرض ستر ضرورت میں ساقط ہوجاتا ہے،اور سنت کی ضرورت مباح کی ضرورت سے بڑھ کر ہے،اور تداوی محض مباح ہے(جب)اس کے لئے نظر میں لمس جائز ہے تو ختنہ کے لئے بالاولیٰ'' (امداد الفتاویٰ ج ۴ص ۹۳۲)

جبکہ ختنہ سنت ہے اور ستر کا چھپانا فرض ہے(اسی وجہ سے فتاویٰ رحیمیہ ج ۱۰ص ۱۳۱،۴۴ پر ختان بعد البلوغ کا عدم جواز مذکور ہے)

لیکن علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اس شبہ کا ایک محققانہ وفقیہانہ جواب تحریر فرمایا ہے،وہ لکھتے ہیں:

وام تضمنه کلام السائل من ان الحرام لا یباح الا لا مرواجب غیر مسلم ، فان الفطر فی رمضان حرام ومع ذالک یباح لا مر جائز کسفر کذافی فتح الباری ج ۱ ص ۱۹۲ ،قلت والا صل فیه ما قاله فقها ئنا قد یفتقر ضمنا مالا یفتقر قصداً .(الا شباہ ص ۲۹) (امداد الاحکام ج ۴ص ۹۲)

اس اصول کے پیشِ نظر دیکھا جائے تو تلقیح کے مسئلہ میں کشفِ عورت اور ستر کا دیکھنا علاج یا ایک حاجت پوری کرنے کی غرض سے ضمناً لازم آتا ہے،بذاتِ خود اور اصلاً وقصداً کشفِ عورت اور ستر پر نظر کرنا مقصود نہیں ہوتا۔

یہی وجہ ہے کہ رابطہ عالمِ اسلامی مکہ مکرمہ کی اسلامک فقہ اکیڈمی نے اس سلسلہ میں یہ قرارداد منظور کی:

''شادی شدہ عورت جو حاملہ نہیں ہوسکتی ہے اسے اور اس کے شوہر کے لئے بچہ کی ضرورت ایک جائز مقصد ہے جس کے لئے مصنوعی بارآوری کا جائز طریقہ اپنا کر علاج کرانا درست ہے'' (رابطہ عالم اسلامی کی اسلامک فقہ اکیڈمی کے اہم فقہی فیصلے ،بحوالہ عصر حاضر کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پیچیدہ مسائل ص ۲۵۱، ص ۵۶۱، ترتیب مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صاحب، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''اول تو صاحبِ اولاد ہونے کا جذبہ غیر معمولی جذبہ ہوتا ہے، بالخصوص عورتوں کے معاملے میں ولادت سے محرومی اکثر اوقات عورت کو مختلف نسوانی، دماغی، قلبی اور جسمانی امراض کا شکار بنا دیتی ہے، بسا اوقات یہ چیز زوجین کے درمیان سخت نفور اور کشیدگی کا باعث بھی بن جاتی ہے اور بعض اوقات عفت و عصمت پر بھی بن آتی ہے، اس لئے یہ فقہی اصطلاح کے مطابق ہر عورت کے لئے ممکن ہے ''ضرورت'' نہ ہو، لیکن بعض خواتین کے لئے ''حاجت'' کا درجہ اختیار کر لیتی ہے، جس کو بعض مواقع سے ''ضرورت'' ہی کے حکم میں رکھا جاتا ہے۔

اب جب ہم فقہی تصریحات دیکھتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایسی صورتوں میں بھی بے ستری کو گوارا کیا گیا ہے جو بجائے خود کوئی شدید مرض نہیں لیکن امکانی طور پر شدید امراض کا باعث بن سکتا ہے، جیسا کہ اولاد سے محرومی بعض شدید امراض کا سبب بن جاتی ہے'' (جدید فقہی مسائل جلد ۵ ص ۵۴۱، مطبوعہ: زمزم پبلیشرز کراچی، تاریخ اشاعت: جون 2005ء)

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی مدد لا ولد افراد کے لئے دراصل ایک ذریعۂ علاج ہے، اور اس میں شبہ نہیں کہ فقہا نے انسانی مسائل کو تین خانوں، ضرورت، حاجت اور تحسین میں تقسیم کیا ہے، اور ممنوعات کو صرف اس وقت جائز رکھا ہے جبکہ ضرورت یا حاجت اس کی اجازت کا تقاضا کرے لیکن فقہی جزئیات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج و معالجہ کے باب میں فقہاء نے ایک گونہ زیادہ وسعت سے کام لیا ہے اور یسر و سہولت کو راہ دی ہے (ایضاً صفحہ ۱۴۷، ۸۴۱)

مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب زید مجدہم تحریر فرماتے ہیں:

ٹیسٹ ٹیوب بار آوری کے چار مراحل ہیں:۔(۱) شوہر کی منی حاصل کرنا (۲) بیوی کا نطفہ (Ovum) حاصل کرنا (۳) ٹیسٹ ٹیوب میں بیوی کے نطفہ کو شوہر کے نطفہ سے بار آور کرنا (۴) بار آور شدہ نطفہ (جواب علقہ ہے) کو بیوی کے رحم میں منتقل کرنا۔

یہ تمام مراحل علاجِ عقم کے طور پر جائز ہیں، لہٰذا اگر بعض عوارض کی بنا پر کوئی جوڑا اس طریقہ کو اختیار کر کے اولاد کے حصول کی کوشش کرتا ہے تو جائز ہے (مریض و معالج کے اسلامی احکام، باب بیالیس صفحہ ۵۸۲، تاریخ اشاعت 2006ء)

فائدہ ہمارے ناقص خیال میں اس سلسلہ میں مجوزین کا موقف راجح ہے اور اولاد کے حصول کی خاطر تلقیح کے لئے اگر خود اپنے طور پر یا زوجین کے ایک دوسرے کی مدد کر کے تدبیر اختیار کرنا ممکن و کار آمد نہ ہو اور ڈاکٹر کے سامنے ستر کھولنا ضروری ہو تو اس کی علاج و معالجہ کی شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے شرعاً اجازت ہے۔

خاتون کے ستر والے حصہ میں علاج معالجہ کی شرائط:

مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے جن دو طریقوں کی اجازت دی گئی ہے، ان میں اگر عورت کو دوسرے کے سامنے ستر کھولنا ضروری ہو اور سترِ غلیظ کا غیر کے سامنے کھولنا لازم آتا ہو، تو عورت کے علاج کے سلسلہ میں ستر کھولنے کے جو اصول ہیں ان کی رعایت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہاں بھی ضروری ہوگی اس کی اجازت حاجت اور علاج معالجہ کے اُصول پر ہی مبنی ہے اور اس سلسلہ میں فقہاء اُصول بیان کیا ہے وہ یہ ہے:

علاج کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ مریض خاتون کے لئے اگر ستر کھولے بغیر علاج ممکن ہو تو پھر ستر کھولنا جائز نہیں، دوسرے یہ کہ اگر کوئی یہ کہ اگر کوئی مسلمان خاتون معالج میسر ہو تو مریضہ کے جسم کے کسی حصہ کو کھولنے کے لئے اسی کی خدمت حاصل کرنی ضروری ہیں۔ اگر مسلمان خاتون ڈاکٹر میسر نہ ہو تو پھر کسی بااعتماد غیر مسلم خاتون ڈاکٹر سے علاج کرایہ جائے اور اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو پھر کسی مسلمان مرد ڈاکٹر کی خدمات حاصل کرنے کی اجازت ہے، اگر مسلمان مرد ڈاکٹر سے علاج کرایا جاسکتا ہے لیکن مرد سے علاج کرانے میں یہ شرط ہے کہ وہ مریضہ کے جسم کا صرف اتنا حصہ دیکھے جو مرض کی تشخیص اور علاج کے لئے ناگزیر ہو۔ اس سے آگے نہ بڑھے نیز بقدرِ استطاعت غض بصر سے کام لے اور علاج کے دوران مریضہ کا شوہر نہ محرم یا کوئی قابل اعتماد خاتون بھی موجود رہے تاکہ خلوت لازم نہ آئے۔ (ملاحظہ ہو اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کی قرارداد اور سفارشات نمبر ۵۸/ ۲۱/ ۸ عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل کا شرعی حل ص ۱۵۱ و ص ۱۲۵ ،۴۶۱، ۶۱، ۵۶۱، بہشتی زیور حصہ ۳ ص ۳۶ و طبی جوہر ضمیمہ بہشتی زیور حصہ ۹ ص ۱۱۱)

یقوم بهذا التلقیح امراة طبیبة مسلمة ثقة فان لم یتیسر فطبیبة غیر مسلمة ثقة، فان لم یتیسر فطبیب مسلم ثقة فان لم یتیسر فطبیب ثقة غیر مسلم (عموم البلویٰ صفحه ۱۸۴)

فقہائے کرام کی تصریح کے مطابق مرد کے علاج میں بھی پہلے مرد کے سامنے اور پھر دوسرے میں عورت کے سامنے ستر کھولنے کی اجازت ہوگی۔ "**كما قال الفقهاء ان نظر الجنس الجنس اخف من النظر الی غير الجنس**" ...... (عربی عبارات آخر میں شقِ نمبر "۵" کے ذیل میں ملاحظہ ہوں) بعض اہلِ علم حضرات نے مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے طریقے میں عورت کو صرف عورت کے سامنے ستر کھولنے کی اجازت دی ہے، مرد کے سامنے نہیں دی، لیکن جب اس کو حاجت اور علاج کے زمرے میں شامل مان لیا گیا تو پھر اس کے لئے علاج کے بارے میں مندرجہ بالا قاعدے کے مطابق عمل کرنا جائز ہونا چاہیے۔

(۲) مادۂ منویہ کے حصول کا مسئلہ:

مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے اس طریقۂ کار کو اپنانے کے لئے مادۂ منویہ (منی) کا حصول بھی ایک بدیہی بات ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرد اس طریقہ کار کو اپنانے کے لئے مادۂ تولید کیسے حاصل کرے تو اگر شوہر بیوی کے ساتھ عزل کے طریقہ سے یا بیوی استمنا بالید وغیرہ کے ذریعہ سے اپنا مادہ منویہ حاصل کرے تو یہ شکل بلاشبہ جائز ہے، کیونکہ یہاں ممانعت کی کوئی وجہ نہیں پائی جاتی، فقہائے کرام نے اپنی بیوی کے جسم سے استمتاع و استمناء کی اجازت دی ہے اور استمناء بیدا لزوجه کو تقبیل وتفخیذ کا درجہ دیا ہے۔

اور اگر یہ صورت اختیار کرنا ممکن نہ ہو، تو کیا پھر بیوی کے علاوہ کسی اور طریقہ سے منی خارج کرنے کی اجازت ہوگی؟ کیونکہ اپنے ہاتھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وغیرہ یا بیوی باندی کے علاوہ کسی اور طریقے سے منی خارج کی جائے تو اس کو عام حالات میں فقہائے کرام نے مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔

اور ممنوع جلق کی ممانعت ایک تو ''ناکح الید ملعون'' یا اس سے ملتے جلتے الفاظ والی روایت سے ثابت ہے۔ دوسرے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت سے ثابت ہے:

الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین فمن ابتغیٰ ورآء ذلک فاولٰئک ھم العادون۔

(سورۃ مؤمنون)

چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ مندرجہ بالا آیت کے ضمن میں تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

یعنی منکوحہ بیوی یا شرعی قاعدہ سے حاصل شدہ لونڈی کے ساتھ شرعی قاعدے کے مطابق قضاء شہوت کے علاوہ اور کوئی بھی صورت شہوت پورا کرنے کی حلال نہیں، اس میں زنا بھی داخل ہے اور عورت شرعاً اس پر حرام ہے اس سے نکاح بھی بحکم زنا ہے اور بیوی یا لونڈی سے حیض ونفاس کی حالت میں غیر فطری طور پر جماع کرنا بھی اس میں داخل ہے۔ یعنی کسی مرد یا لڑکے سے کسی جانور سے شہوت پوری کرنا بھی اور جمہور کے نزدیک استمناء بالید یعنی اپنے ہاتھ سے منی خارج کر لینا بھی اس میں داخل ہے۔ (معارف القرآن ج ۶ ص ۱۹۲ بحوالہ بیان القرآن وقرطبی وبحر محیط وغیرہ) (کذافی تفسیر الجلالین)

اسی وجہ سے بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے عمل میں بیوی کے علاوہ کسی دوسرے طریقے سے جلق کرنا جائز نہیں۔

چنانچہ مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب فرماتے ہیں:

کیا ہاتھ سے مادہ کے اخراج یعنی جلق کے طریقہ سے اخراج کی تسکینِ شہوت پر قیاس کرتے ہوئے اجازت ہوگی؟ احقر کے نزدیک اس کا جواب نفی میں ہے۔ کیونکہ محض اولاد کی خواہش اور اس کی موہوم امید میں متفق علیہ طور پر ممنوع فعل کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ''والعلم عند اللہ''. (جدید مسائل کا شرعی حل ص ۳۱۲)

لیکن مجتہدین کا کہنا یہ ہے کہ ممنوع جلق اور تلقیح کے مسئلہ میں کئی اعتبار سے فرق ظاہر ہوتا ہے:

(۱) تلقیح کی مذکورہ جائز صورتوں میں بیوی ہی کے ذریعہ سے حصولِ ولد مقصود ہوتا ہے، اس لئے ''مالایہ وراء ذلک'' کے مفہوم میں داخل نہیں، بلکہ ''الا علی ازواجھم الخ'' میں داخل ہے، جس پر ''ھم العادون'' کے بجائے ''فانھم غیر ملومین'' کا حکم لاگو ہوگا اور تلقیح کی غرض سے بیوی کے علاوہ کسی اور طریقہ پر استمناء مندرجہ بالا وعید میں داخل نہیں ہوگا۔

(۲) عام جلق زیادہ سے زیادہ مکروہ تحریمی ہے، استمناء بالکف وان کرہ تحریما. (درمختار کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم)

(اس سلسلہ میں مستدل حدیث کو تو محدثین نے نہایت درجہ ضعیف کہا ہے اور بشرطِ صحت بھی زیادہ سے زیادہ خبر واحد ہے جس سے دلیل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ظنی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور سورہ مؤمنوں کی مذکورہ آیت غیر مفسرہ سے یہ حکم ثابت ہے جو کہ خود ظنی کا درجہ رکھتا ہے) مولانا مفتی شبیر احمد صاحب دارالافتاء مدرسہ شاہی مرادآباد یوپی ہندوستان اپنے مقالے میں تحریر فرماتے ہیں: اگر کسی امر کی ممانعت دلیلِ قطعی یعنی آیتِ مفسرہ اور آیتِ محکمہ یا خبرِ متواتر سے ہوتی ہے تو اس سے حرمت قطعی مراد ہوتی ہے اور جب کسی امر کی ممانعت دلیلِ قطعی سے ثابت نہ ہو بلکہ دلیلِ ظنی یعنی آیتِ غیر مفسرہ اور غیر محکمہ یا حدیث سے ثابت ہوتی ہو تو اس سے مراد حرام نہیں ہوتا ہے بلکہ کراہتِ تحریمی مراد ہوتی ہے، اگرچہ اس کو حضراتِ فقہاء نے لفظِ حرام یا تحریم سے ہی تعبیر کیوں نہ فرمایا ہو الخ (ضرورت و حاجت کا احکام شرعیہ میں اعتبار ص ۹۶۳ ترتیب: حضرت مولانا مجاہدالاسلام قاسمی صاحب رحمہ اللہ، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

کیونکہ طبیات کا زیادہ تر دارومدار تجربات پر ہی ہے۔ یہی معاملہ تلقیح کا بھی ہے۔ جو کچھ اس سلسلہ میں ہماری طرف سے عرض کیا گیا اس کی تائید مندرجہ ذیل حوالہ جات سے ہوتی ہے۔

(۱) مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب نے اپنی کتاب "جدید مسائل کا شرعی حل" کے حاشیہ میں اس کی وضاحت اس طرح کردی ہے کہ:

"لیکن اگر اس ذریعہ بچہ کے پیدا ہونے کا قوی امکان ہو تو جائز ہوگا اور جلق کی ممانعت کی جو (ضیاع نطفہ) بھی مرتفع ہو جائے گی۔ کیونکہ یہاں نطفہ کا ضیاع نہیں بلکہ اسے کارآمد بنانا ہے۔ اس غرض کے لئے جلق ممنوع نہ ہوگا" (جدید مسائل کا شرعی حل ص ۲۱۲)

(۲) حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی صاحب رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ:

"زید کو اولاد نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے اس کو اپنی منی ٹیسٹ کروانا ہے اور منی کی جانچ استمناء بالید کے بغیر نہیں ہوسکتی تو کیا ایسی صورت میں استمناء بالید جائز ہے یا نہیں؟"

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

"علاج کے دوسرے طریقے بھی ہیں تاہم اگر بغیر اس طریقہ کے علاج نہ ہوسکے تو گنجائش ہے" (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۴۹۳، باب الحظر والاباحۃ)

(۳) مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب زید مجدہم لکھتے ہیں:

طبی نقطۂ نظر سے استمناء بالید کی ضرورت مندرجہ ذیل صورت میں پیش آتی ہے۔

(۱) اولاد نہ ہونے کی صورت میں مرد کے مادۂ منویہ کی صلاحیت جاننے کے لئے برائے تجزیہ چونکہ اس صورت میں لذت حاصل کرنا مقصود نہیں ہوتا جبکہ گناہ اس وقت ہوتا ہے جب مقصد شہوت کو ابھارنا اور لذت حاصل کرنا ہو، لہٰذا ان مواقع میں حدیث میں مذکورہ وعید تو نہیں آتی لیکن اگر کوشش کی جائے کہ ان مواقع میں بھی بیوی کے ہاتھ سے رگڑ کر منی حاصل کی جائے تو زیادہ بہتر ہے (مریض و معالج کے اسلامی احکام ص ۲۸۷، اشاعت 2006ء)

فائدہ: اولاد پیدا ہونے کی خاطر صرف منی کی تشخیص کرانے کی غرض سے استمناء بالید اگر اجازت ہے جس میں منی کی اضاعت یقینی ہے، تو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خود اس مرض کے علاج اور اولاد کے حصول خاطر جس میں منی کی اضاعت بھی لازم نہیں آتی ، استمناء بالید کی بدرجہ اولیٰ اجازت ہونی چاہیے۔

(۴) مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''اول تو صاحبِ اولاد ہونے کا جذبہ ایک فطری جذبہ ہے ۔ بسا اوقات یہ جذبہ اتنا شدید ہوتا ہے کہ عفت وعصمت کے نقطۂ نظر سے ''ضرورت'' کا درجہ حاصل کر لیتا ہے، دوسرے فقہاء نے بعض ان امور کو بھی مباح رکھا ہے جو مال کے اعتبار سے بالکل جلق کی طرح ہیں، مثلاً عزل یعنی بیوی سے اس طرح جماع کرنا کہ انزال کے وقت عضو مخصوص باہر نکال لیا جائے، اور عورت کے رحم میں انزال سے بچا جائے، احناف کے یہاں یہ صورت جائز ہے۔ اور ٹھیک جس طرح جلق میں تسکینِ شہوت کی جاتی ہے اور مادۂ منویہ کو ضائع کیا جاتا ہے، فرق صرف اس قدر ہے کہ تسکینِ شہوت کے لئے عورت کے جسم سے تلذذ کے بجائے خود اپنے ہاتھ سے لذت اندوز ہوا جاتا ہے، تیسرے جلق کی ممانعت کی اصل حکمت یہ ہے کہ اس طرح انسان ''مادۂ حیات'' کو نسلِ انسانی کی افزائش کی بجائے بے مقصد استعمال کرتا اور ضائع کر دیتا ہے، اب غور کیجئے کہ اگر اس کو مصنوعی تولید کے لئے جلق کرنے کے لئے نہیں کیا جائے تو جلق کا مقصود ہی بدل جاتا ہے، یہاں جلق جوہرِ حیات کو ضائع کرنے کے لئے نہیں بلکہ کارگر اور ثمر آور کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے، اس لئے یہ صورت جلق کی ممنوع کی صورتوں کے ذیل میں آن ہی نہیں چاہیے (جدید فقہی مسائل جلد ۵، ص ۱۴۱، ۱۴۴، ۱۴۵، مطبوعہ: زمزم پبلیشرز کراچی)

فائدہ: ہمارے ناقص خیال میں اس سلسلہ میں مجوزین کا موقف ہی راجح ہے۔

خاتون کے مادۂ منویہ کے حصول کا مسئلہ:

جس طرح مرد کے حق میں تلقیح کے لئے استمناء کی اجازت ہے اسی طرح مرد کے مسئلہ پر قیاس کرتے ہوئے عورت کے حق میں بھی منی کے اخراج کی اجازت ہوگی، کیونکہ دونوں جگہ ضرورت یکساں ہے البتہ عورت کے ستر والے حصہ علاج ومعالجے کی شرائط کا لحاظ یہاں بھی ضروری ہوگا (عربی عبارات آخر میں شقِ نمبر ''د'' کے ذیل میں ملاحظہ ہوں'')

عربی عبارات: (ج)

(۷) وقد ظهر التلقيح الصناعي في العصر الحديث تلبية للحاجة الى الولد لما واجهت الانسان مشكلة العقم، فكانت البحوث والاكتشافات العلمية في مجال المرض والطب متجهة لحل هذه المعضلة. (عموم البلوىٰ ص ٦٧٤، بحواله اطفال الانابيب بين العلم والشريعة ص ٥٥، ٦٥)

(۸) ولان مصالح النكاح اكثر ، فانه يشتمل على تحصين الدين واحرازه وتحصين المرأة وحفظها والقيام بها وايجاد النسل وتكثير الامة وتحقيق مباهاة النبى ﷺ وغيرذالک من المصالح الراجح احدها على نفل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

العبادة (المغنی لابن قدامة، کتاب النکاح فصل الناس فی النکاح علي ثلاثة اضرب)

(٩) عقد النكاح يوجب الفراش بنفسه لكونه عقداً موضوعاً لحصول الولد شرعاً .قال النبى عليه الصلاة والسلام (تنا كحوا توالدو اتكثرو ا فانى اباهى بكم الا مم يوم القيامة ولو بالسقط) وكذا الناس يقدمون على النكاح لغرض التو الد عادتاً فكان النكاح سبباً مفضياً الى حصول الولد (بدائع بيان مايثبت النسب)

(١٠) ولهما ان المقصود من الوط،فى الاصل حصول الولد لا قتضاء الشهوة ومار كب فيها من الشهوة حامل لها على تحصيل الولد (تبيين الحقائق ، باب العنين وغيره)

(١١) لا ن الحاجة الى الولد اصلية) كحاجته الى الا كل اى وحاجته الى امه مساويته لحاجته الى الولد ولهذا استيلاده جارية ابنه بغير اذنه لحاجة الى وجود نسله كما جاز له اكل ماله للحاجة وحاجته الا صلية مقدمة على الدين (فتح القدير ،باب الاستيلاد)

(١٣) ان الحا جة الى الولد اصلية فتقدم على حق الورثة الخ (البحر الرائق ، باب الا ستيلاد) (كذا فى مجمع الانهر)

(١٤) فلا بأس بالنظر الى العورة لا جل الضرورة فمن ذلك ان الخا تن ينظر ذالک الموضع، والخافضة كذالک تنظر ، لان الختان سنة وهو من جملة الفطرة فى حق الرجال لا يمكن تركه وهو مكرمة فى حق النساء ايضا ،ومن ذلک عند الولا دة لامرأة تنظر الى موضع الفرج وغيره من المرأة لا نه لا بد لها من قابلة تقبل الولد وبدونها يخاف على الولد وكذلک ينظرلرجل الى موضع الا حتقان عند الحاجة اما عند المرض فلان الضرورة قد تحققت والا حتقان من المداواة .وقد روى عن ابى يوسف رحمه الله ، اذا كان به هزال فاحش وقيل له ان الحقنة تزيل ما بک من الهذال فلا بأس بان يبدى ذلک الموضع للمحتقن وهذا صحيح فان الهذال الفاحش نوع مرض يكون آخره الدق والسل .وكشف العورة من غير ضرورة لمعنى الشهوة لا يجوز واذا اصاب امرأة قرحة فى موضع لا يحل للرجل ان ينظر اليه ولكن يعلم امرأة دواء ها الى الجنس اخف ......الا ترى ان المرأة تغسل المرأة بعد موتهادون الرجل وكذالک فى امرأة العنين ينظر اليها النساء فان قلن هى بكر فرق القاضى بينهما وان قلن هى ثيب فالقول قول الزوج مع يمينه ......وكذلک لو اشترى جارية على انها بكر فقبضها وقال وجد تها ثيبا فان النساء ينظر ن اليها للحاجة الى فصل الخصو مة بينها (المبسوط للسرخسى، كتاب الا ستحسان ، النظر الى الاجنبيات)

(١٥) وفى الشا مية:وقال فى الجوهرة اذا كان المرض فى سائر بدنها غير الفرج يجوز النظر اليه عند الدو اء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لا نـه مـوضـع ضـرورـة وان كـان فـي موضع الفرج فينبغي ان يعلم امرأة تدويها فأن لم توجد وخافوا عليها ان تهلك او يصيبها وجع لا تحتملـه يستر منها كل شئ الا موضع العلة ثم يداو يها الرجل ويغض بصره ما استطاع الا عن موضع الجر ح الخ فتا مل والظا هر ان ينبغي هنا للو جوب الخ .(ج ٥ ص ٢٣٢ ،بحواله احسن الفتاوى ج ٨ ص ٢١٥)

(٦١) الضرور ة والحاجة محققة في النظر الى العورة الغليظة عند التحمل بالنسبة لا رادة اقامة الحدوان لم تكن الضرورة والحا جة محققة بالنظر الى الستر فالا باحة بالنظر الى الاول ......والطبيب انما يجوز له ذالك اذالم يوجد امرأة طبيبة فلو وجدت فلا يجوز له ان ينظر لا ن نظر الجنس الى الجنس اخف وينبغي للطبيب ان يعلم امرأة ان امكن وان لـم يـمـكـن ستـر كل عضو منها سوى موضع الوجع ثم ينظر ويغض ببصره عن غير ذالك الـموضـع ان استـطـا ع ، لان ماثبت للضرورة يتقدر بقدرها، واذا ارادان يتزو ج امرأة فلا بأس ان ينظر اليها وان خاف ان يشتهي......ولا يجو زله ان يمس وجهها ولا كفها وان امن الشهوة لوجود المحرم ولا لقوام الضرورة .(البحر الرائق ،كتاب الكراهية فصل فى النظر والمس)

(د)

(٧١) نـاكـح اليـد مـلـعون لااصل له كما صرح به الرهاوى فى حاشيته على المنار (الموضوعات الكبير لملا على قارى ص ١٣٤)

(٨١)نـاكـح اليـد مـلـعـون قـال الرهاوى فى حاشية المنار لا اصل له (كشف للعجلونى حرف النون ج ٢ ص ٣٢١)

(٩١) قـول الشارح لحديث ناكح اليد ملعون هذا الحديث موضوع كما نقله ا م عن ملا على قارى (تقريرات الرافعي ص ١٤٧ ، مع الشامى ج ٢)

(٠٢) ملعون من نكح يده ......الا زدى فى الضعفاء وابن الجوزى من طريق الحاجة عرفه فى جزء المشور من حديـث انـس بـلـفـظ سبعة لا يـنـظـر الـله اليهم فذ كر منهم الناس واسنا ده ضعيف ولا بى الشيخ فى كتاب الترهيـب مـن طـريق ابـى عبد الرحمان وكذالك رواه جعفر الفريابى من حديث عبدالله بن عمرو وفيه ابن لهيعه وهو (التلخيص الحبير كتاب النكاح فصل الاتيان فى الدبر ج ٣ ص ١٨٨)

(١٢) ......ويـجـوز ان يستـمـنـى بيد زوجته وخادمته اه و سيذكر الشارح فى الحديث الجوهرة انه يكره ولعل الـمرادبـه كـراهة التنزيه فلد ينا فى قول المعراج يجوز تا م السراج ان اراد بذلك تكسين الشهوة المفرطة

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الشا غلة للقلب وكان عذبا لا ز وجة لا امة او كان الا انه لا يقدر على الوصول اليها لعذر قال ابو الليث ارجو ان لاوبال على اذا فعله لا ستجلاب الشهوة فهو اثم اه بقى هنا شئ وهوا ان علة الا ثم هل هى كون استمتاعاً بالجزء كما يفيد ه الحديث وتقييد هم كونه بالكف ويلحق به مالو ادخل ذكر فخذيه مثلا حتى امنى امر هى سفح الماء وتحييج الشهوة فى غيره محلها بغير عذر كما قوله واما اذا فعله لا ستجلاب الشهوة الخ ؟ لم ارمن صرح بشئ من ذلك والظاهر لانه فعله بيد زوجته ونحوها فيه سفع الماء لكن بالا ستمتاع بجزء مباح كما لو انزل وتبطين بخلاف ما اذا كان بكفه ونحوه وعلى هذا فلو ا دخل ذكره عى حائط او نحو امنى او ستمنى بكفه بحائل يمنع الحرارة ياثم ايضاً ويدل ايضاً على ما قلنا ما فى الى حيث استدل على عدم حله بالكف بقوله تعالىٰ : والذين هو لفرو جهم حافظون . الا ية فلم يبح الا ستمتاع اى قضاء الشهو ةً بغيرهما هذا ما ظهر لى والله سبحانه اعلم (شامى ٩٩٣ ، باب مايفسد الصوم وما لا يفسده)

(٢٢) (فرع) فى الجوهرة: الا ستمناء حرام ، وفيه التعذير ولو مكن أمرأته او العبث بذكره فأنزل كره ولا شئ عليه . (الدر المختار)

(وفى الشامية) : (قوله الا ستمناء حرام) اى بالكف اذا كان لا ستجلاب الشهوة اما اذا الشهوة وليس له زوجة ولا امة ففعل ذلك لتسكينها فالرجاء انه لا وبال عليه كا ن ابوا لليث ويجب لو خاف الزنا (قوله كره) الظاهر ا انها اكراهة تنزيه لان ذلك ما لو انزل بتفخيذ او تبطين تامل وقد منا عن المعراج فى باب مفسدات الصوم : يجرى يستمنى بيدزوجته او خادمته وانظر ما كتبناه هناك (قوله ولا شئ عليه) اى من حدو تعذير، وكذا من اثم على ما قلنا ه (شامى ج ٣ ص ٢٧ ،كتاب الحدود ، باب الوط ء الذى يوجب الحد والذى لا يوجبه)

(٣٢) وهل يحل الا ستمناء بالكف خارج رمضان ان ارادالشهوة لا يحل لقوله عليه السلام " ناكح اليد ملعون " وان ارادتسكين الشهوة يرجى ان لا يكون عليه وبال كذافى الو الو الجية .(البحر الرائق باب مايفسد الصوم وما لا يفسد ه)

(وفى حاشية) قوله وان اراد تكسين الشهوة) اى الشهوة الشاغلة للقلب وكان عذ بالا وجة له ولا امة اوكان الا انه لا يقدر على الوصول اليها لعذر وكذافى السراج الوهاج (منحة الخالق باب مايفسد الصوم وما لا يفسد) (كذافى العنا ية شرح الهداية باب مويوجب القضاء والكفارة، وكذافى فتح القدير)

(٤٢) ......وله ان يستمنى بيدزوجته وجاريته) ولمبا حة له لانه كتقبيلها (كشاف القناع عن متن الا قناع للفقه

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الحنبلی، کتاب الحدود ، باب التعزیر)

(۵۲)......(ولہ ان یستمنی بید زوجة وجاریتہ) المباحة لا نہ کتقبیلها (مطلب اولی النهی فی شرح غایة المنتهی للفقه الحنبلی ، کتاب الحدود ، باب التعزیر)

(۶۲) ......ویجوز ان یستمنی بید زوجته وجاریته کما یستمتع بسائر جسدها ذکره' المتولی (تحفة الجیب علی شرح الخطیب ، للفقه الشافعی ، احکام الحیض ، کتاب الطهارة)

(۷۲) ......ویجوز ان یستمنی بیدزوجته وجاریته کما یستمتع بسائر جسدها ذکره' المتولی (حاشیة البجیر می علی الخطیب للفقه الشافعی ، کتاب الطهارة)

(۸۲) ......هل یجوز له ان یستمنی بیدها قال ابن غازی : لم نقف علی نص فی المذهب ونص علی جواز فی الا حیاء انتهی ذکره فی باب الحیض ،واطلا قات المذهب والا حادیث تقتضی جواز ذلک والله ا علم .(مواهب الجلیل فی شرح مختصر خلیل للفقه الما لکی، کتاب الجهاد ، فرع النظر للشا ئبه الا جنبیة الحرة فی ثلاثة مواضع)

فقط والله سبحانه وتعالیٰ اعلم

محمدرضوان ۰۲/۷/۱۴۲۸ھ.

نظر ثانی واصلاح . ۱۲/جماد الاولیٰ/۱۴۲۸ھ، 07جون 2007ء

ادارہ غفران ، راولپنڈی

اہل علم کی دلچسپی کے لئے مجلس التحقیق الفقہی کے مطبوعات

زیر نگرانی: مولانا سید نصیب علی شاہ الهاشمی(رحمہ اللہ)

(1) جدید مالیاتی نظام کا اسلامی تصور: اسلامی مالیاتی نظام کا عملی خاکہ اہل علم وتحقیق کا فقہ اسلامی کی روشنی میں مالی نظام کی جدید تشکیل، اسلامی بنکاری اور دیگر تحقیقی مقالات جو کہ اسلام آباد فقہی سیمینار منعقدہ 2003ء میں پیش کئے گئے۔

کمپیوٹر طباعت: ریکسین جلد صفحات: 319 زرِتعاون: 240روپے

(2) امام ابوحنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت: امام اعظمؒ بحیثیت ایک عظیم محدث وراوی فقہ کی اہمیت اور دیگر عنوانات پر اہل علم وتحقیق کے مقالات

کمپیوٹر طباعت: ریکسین جلد صفحات: 147 زرِتعاون: 170روپے

برائے رابطہ: ناظم دفتر مجلس التحقیق الفقہی جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان ڈیرہ روڈ بنوں

© rasailojaraid.com